

عربی ادب میں سید العلماء کا مقام اور کارنامے

مشہور صحابی سلامت رضوی لکھنوی کے قلم حقیقت رقم سے

میدان میں پیچھے ہے، اس لئے ہم اس خاندان کے علماء سے افضل ہیں، اب ادب کی اہمیت گھٹانے لگے۔

عراق جانے سے قبل سرکار سید العلماء کو اپنے استاد جناب مفتی محمد علی صاحب علی اللہ مقامہ کا طرز جس میں جزالت الفاظ کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی مرغوب تھا، بڑے مفتی صاحب مرحوم کا نظریہ یہ تھا کہ عربی شاعری میں عرب جاہلیت کے شعراء کے اسالیب اور ادائے مطلب کا انداز ہونا چاہئے۔ وہ فرماتے تھے کہ بعد کے عربی شعراء کے یہاں فارسیت غالب آگئی ہے اور ہندوستان کے عربی گو دراصل عربی زبان میں اردو شعر کہتے ہیں۔ لیکن سید العلماء کا نظریہ ادب عراق جا کر تبدیل ہو گیا۔ وہاں جا کر آپ نے موجودہ زمانے کے شعراء عرب کے کلام کا اثر قبول کیا اور انجام و تسلسل اور انداز تعبیر میں سلجھاؤ کو اصل اہمیت دینے لگے۔ چنانچہ سابق کے اکثر کلام پر جو مفتی صاحب مرحوم کا اصلاح کردہ تھا پھر خود اصلاح دی۔ اس کے نتیجے میں بعض قصائد اور نظموں میں تسلسل خیال اور انجام اس حد تک پایا جانے لگا کہ وہ منظوم کلام اس موضوع پر جس سے وہ متعلق ہو، ایک مقالہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔

عربی اشعار کا سید العلماء کا ایک ضخیم دیوان موجود ہے۔ ان کے عربی اشعار اور قصائد عربی ماہنامہ ”الروضان“ لکھنؤ کے علاوہ نجف، دمشق اور قاہرہ کے معیاری جرائد میں

جناب غفران مآب سے لے کر سید العلماء کے دور تک علمائے خاندان اجتہاد ادب کی بحیثیت فن کسی اہمیت کے قائل نہ تھے اور اس کو بہت ضمنی حیثیت دیتے تھے بس کتب درسیہ اور پھر مطالعہ قرآن و حدیث سے جو ملکہ عربی عبارت کے لکھنے کا پیدا ہوتا تھا اسی کو کافی سمجھتے تھے۔ دوسرے بعض سلسلوں کے افراد علماء چونکہ فقہ و اصول اور دیگر علوم عقلیہ اور نقلیہ میں یہ پایہ نہیں رکھتے تھے اس لئے ادھر سے بڑی شدت کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ تھا کہ اصل جو چیز ہے وہ ادب ہے۔ جب تک کوئی ادیب نہ ہو، اس وقت تک عالم ہو ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ اکابر خاندان اجتہاد کی کتابوں کی عبارتیں دیکھی جائیں تو ان میں ادبیت کی کمی نہیں ہے۔ مگر یہ صحیح ہے کہ ادب کو وہ فروغی حیثیت دیتے تھے۔

آیہ اللہ العظمیٰ سید علی نقی نقوی علی اللہ مقامہ کو اپنے خاندان کی اس کمی کو پورا کرنے کا خیال ہوا آپ نے ابتدا ہی سے عربی شعر و ادب پر توجہ کی اور ناظمیہ اور سلطان المدارس ہی کے دوران تعلیم میں ہندوستان کے علمی اور ادبی حلقوں میں آپ کی ادبیت کا شہرہ ہو گیا۔ پھر عراق جا کر آپ کو عربی شعر و ادب میں وہ ملکہ حاصل ہوا کہ آپ کے مضامین اور قصائد و نظمیں معیاری ترین عربی رسالوں میں چھپنے لگیں۔ سرکار سید العلماء کی ادبیت اس طرح مسلم ہوئی کہ وہی افراد جو کہتے تھے کہ ادب اصل ہے اور چونکہ خاندان اجتہاد اس

بھی طبع ہوئے۔ وہ تنہا ہندوستانی عالم اور ادیب ہیں جن کا قصیدہ اس صدی کی معرکہ الآراء تصنیف الغدیر میں علامہ ایبٹنی نے درج کیا ہے۔

چونکہ اس رسالے کے قارئین کی اکثریت اردو داں طبقے پر مشتمل ہے، اس لئے ہم سید العلماء کے قصائد کے منتخب اشعار پیش کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ ”سید العلماء کا عربی ادب میں مقام“ پر آئندہ کتابیں لکھی جائیں گی اور ممکن ہے کہ اکادمی سے بھی اس موضوع پر عنقریب ایک کتاب شائع ہو۔

ترجمہ اشعار بہ اشعار

یہ ایک مشکل فن ہے اور اردو اشعار کے عربی میں منظوم ترجمے کے لئے عربی زبان پر انتہائی قدرت کی ضرورت ہے۔ سید العلماء کو اس کا خیال اپنے استاد مفتی محمد علی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کی مثال دیکھ کر پیدا ہوا۔ اس سلسلے میں سید العلماء اپنی شرح حال میں تحریر فرماتے ہیں:

”اس کی ابتداء ہمارے استاد مولانا مفتی

سید محمد علی صاحب قبلہ مرحوم نے فرمائی تھی۔

ایک تو امیر المؤمنین کے صوت ناقوس والے

اشعار کا ترجمہ انھوں نے اسی بحر میں کیا۔ اس

طرح کہ ایک شعر کا ترجمہ ایک ہی شعر میں

ہو۔ پھر اپنے عربی قصائد جنہیں پڑھوانا چاہتے

تھے، ان میں سے ہر شعر کا ترجمہ ایک اردو

شعر میں انھوں نے فرمانا شروع کیا۔

بات یہ ہے کہ ان کے عربی اشعار دقیق

بہت ہوتے تھے۔ اس وقت سلطان المدارس وغیرہ میں عربی مشاعرے ہوا کرتے تھے تو دوسروں کے قصائد پر خوب واہ واہ ہو مگر جناب مفتی صاحب اور مولانا سید ظہور حسین صاحب قبلہ مرحوم، ان دو بزرگوں کے یہاں سناٹا ہو جائے۔

جناب مفتی صاحب نے اب یہ طریقہ اختیار کیا۔ اس میں ان اہل علم کی عربی دانی پر حقیقتاً ایک بڑا طعن تھا، نتیجہ اب یہ ہوا کہ جب عربی شعر پڑھا جائے تو سناٹا رہے اور جب وہی پڑھنے والا لہک کر اس کا اردو ترجمہ پڑھ دے تو چونکہ صرف یہ ترجمہ نہیں بلکہ محاسن شاعری سے لبریز اردو کے لطف زبان کے ساتھ ایک مستقل شعر ہوتا تھا تو محفل چیخ اٹھے۔ کئی قصیدے جناب مرحوم نے اسی صنعت کے ساتھ نظم فرمائے مگر افسوس ہے کہ مجھے ان باترجمہ قصائد کے ان سے حاصل کرنے اور اپنے پاس محفوظ کرنے کا موقع نہ ملا۔ تاہم میں چونکہ عربی ادب میں موصوف سے وابستہ تھا تو مجھے بھی اس ترجمہ شعر کا ذوق پیدا ہوا۔ پہلے تو انہدام جنت البقیع کے سلسلہ میں جب ناظمیہ کے طلاب نے ایک علم اٹھایا جو کر بلا گیا تو اس کے لئے پہلے سے یہ طے پایا کہ اس میں نوحہ عربی کا پڑھا جائے۔ چنانچہ میں نے

نوحہ کہا جس کا ہر پانچواں مصرع تھا: لَيْتَ
السَّمَاءِ أَطْبَقَتْ فَوْقَ الثَّرَىٰ تَوَيْسَ
اس کا منظوم ترجمہ اسی طرح کیا کہ ہر مصرع کا
ترجمہ ایک مصرع میں ہو۔ یہ سرفراز اخبار میں
شائع ہوا۔ اس کے بعد ’لامیۃ العرب‘
شفوی کا بڑا دقیق عربی قصیدہ زمانہ جاہلیت
کا ہے جو فاضل ادب کے کورس میں داخل تھا،
میں نے اس کی شرح ’روح الادب‘ لکھی
تھی جس کا ذکر تصانیف میں آئے گا، اسی کا
اردو ترجمہ اسی طرح مکمل نظم کیا کہ ایک شعر کا
ترجمہ ایک شعر میں، مگر یہ کہیں چھپا نہیں۔

عراق سے آنے کے ایک عرصہ بعد مولانا
عدیل اختر صاحب مرحوم کے قطعات تاریخ
وفات عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں نظم
کئے جن میں سے ہر ایک دوسرے کا ترجمہ
ہے اور خاص بات جو ذرا مشکل تھی یہ ہے کہ
مادہ ہائے تاریخ بھی تینوں زبانوں کے قطعوں
میں ترجمہ ہی کی صفت کے حامل ہیں۔ یہ
قطعات غالباً ’سرفراز‘ میں شائع ہوئے مگر
اس سلسلہ کی جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت
حاصل ہوئی، وہ میرانیس کے معرکہ آرا مرثیہ:
”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“

اس کے شروع کے تیس بندوں کا جو نماز صبح
کے تذکرہ پر مشتمل ہیں میں نے اس مسدس

کی شکل میں جیسے ہمارا مرثیہ ہوتا ہے، عربی
میں ترجمہ کیا، اسی پابندی سے کہ ہر مصرع کے
مقابل میں اس کے ترجمہ والا مصرع ہو۔

چونکہ اس وقت میرا عربی مجلہ ’الرضوان‘
جاری تھا اور عربی میں ’موثقہ‘ اہل اندلس کی
ایجاد ہے، اس میں بہت طرزِ مخمس وغیرہ کے
ہیں اور ترکیب بند کا بھی انداز ہے مگر یہ
اسلوب جو ہمارے مرثیہ کا ہے یعنی چار مصرعے
ایک قافیہ میں اور دو مصرعے آخر کے جو بیت
والے ہوتے ہیں، ایک قافیہ میں۔ یہ طرز عربی
میں موجود نہیں ہے۔ پھر مضمون کی نوعیت کے
لحاظ سے مرثیہ عربی میں قصیدہ ہی کی تعریف
میں داخل ہے اور اس میں بس مرنے والے
کے اوصاف اور اس کی موت پر اظہارِ غم و ملال
ہوتا ہے مگر مرثیہ کے اجزاء جو ہمارے یہاں
ہیں، اردو سے مخصوص ہیں۔ تو میں نے عرب
کی دنیائے ادب کو مرثیہ کے اسلوبِ نظم اور
نوعیتِ مضمون دونوں کا تعارف کرانے کے
لئے یہ ترجمہ کیا جس میں اتفاق سے ترجمہ
ہوتے ہوئے عربی زبان کے محاسن اور لطف
مضامین و معتبرات کے ایسے خصوصیات جمع
ہو گئے جن کی وجہ سے ذوقِ عربی رکھنے والے
ادباء کی نظر میں اس کی خاص اہمیت محسوس کی
گئی۔ یہ پہلے تو عربی ہی میں مجلہ ’الرضوان‘

میں شائع ہوا۔ پھر اس کی شہرت و مقبولیت کی بنا پر مرزا محمد جواد صاحب مرحوم مالک نظامی پریس نے اصل میرانیس کے بندوں کے ساتھ اپنی نظامی جنتری میں شائع کیا۔

ان تیس بندوں کے بعد دیکھنے والوں کو تو یہ خیال ہوگا کہ اتنے ہی پر ترجمہ میں ارادۂ اکتفاء کی گئی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ارادہ پورے مرثیہ کے ترجمہ کا تھا مگر میر صاحب کی ایک بیت نے قلم ہاتھ سے چھڑا دیا۔ وہ یہ مشہور بیت ہے:

صندل سے مانگ، بچوں سے گودی بھری رہے

یا رب رسول پاک کی کھیتی ہری رہے
حقیقت یہ ہے کہ اس بیت کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں نہیں ہو سکتا۔

فن تاریخ گوئی میں سید العلماء کا کمال

سید العلماء کی جامع الاطراف عبقریت کا اس میدان میں بھی ظہور ہوا۔ آپ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں تاریخ گوئی کے مسلم الثبوت استاد فن تھے۔

بعض قطعات کے اقتباسات اور مادہ ہائے تاریخ

(۱) بسلسلہ وفات برادر محترم مولانا سید کلب حسین مرحوم:

لَمْ يَزَلْ مُحَافِظًا لِحَمِيٍّ

لِحَقِّ مُجَاهِدًا بِكُلِّ الْجُهُودِ

نَاشِرًا حَدِيثَ أَمْرِ حُسَيْنِ

رَافِعًا بِذِكْرِهِ لِلْبُنُودِ

فِي الْحَجَّاجِ بَيْنَ الْمَلَأِ تَرَاهُ

هَازِمًا بِبَأْسِهِ لِلْجُنُودِ

وَمَضَى إِلَى الْجَنَانِ فَأَلْقَى

رَحْلَهُ لَدَى الْحُسَيْنِ الشَّهِيدِ

ثَاوِيًا بِبَابِهِ كَالَّذِي

يُطْرَدُ عَنْ حِمَاهُ كُلِّ غَنِيْدِ

قُلْ مُؤَرِّخًا (أَكَلْبُ حُسَيْنِ

بَاسِطُ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ)

۱۳۸۳ھ

(۲) بسلسلہ وفات استاد علام جناب سید باقر صاحب قبلہ

أَرَى غَيُوثَ الْهُدَى تَبْكِي لِنَاصِرِهِ

وَالْعِلْمُ أَظْلَمَتْ الدُّنْيَا بِطَاغِرِهِ

إِلَى أَنْ قَالَ

فِي شَهْرِ شَعْبَانَ أَشْجَانَا بِرَحْلَتِهِ

لَمَّا مَضَتْ سَنَةٌ مِنْ بَعْدِ عَاشِرِهِ

فَقَالَ فِي غَايَةِ شَجْوٍ مُؤَرِّخُهُ

(أَلْفَقُهُ أَشْجَاهُ حُزْنًا مَوْتُ بَاقِرِهِ)

۱۳۸۶ھ

(۳) وفات مولانا سید عدیل اختر صاحب پرنسپل مدرسۃ

الواعظین

فَقَاتَبَكَ الْهُدَى وَالرُّوضِ الْمُصَفَّرِ

وَشَمَلَ حُمَاةَ حَوْرَتِهِ مُبَغْنَرِ

بِكُلِّ صَبِيحَةٍ وَمَسَائِ يَوْمِ

يُرَى زُكْنُ لَهُ قَدْ مَالَ أَوْخَرِ

وَلَا كَالْيَوْمِ حَيْثُ قَضَى هَمَامٌ
تَبِينُ صَادِقًا فِي كُلِّ مُخْبِرٍ
إِلَى أَنْ قَالَ

زُرَيْتُ بِهِ فَعَاصَتْ عَيْنُ صَبْرِي
وَمَائِ الْعَيْنِ مِنْ حَفِيرٍ تَحْدُرُ
وَكَيْفَ أَرَى سَلُّوا مَنْ أَسَاهُ
وَلَمْ أَجِدِ الْعَدِيلَ بِهِ وَاخْتَرُ
فَإِنْ قَالُوا هُنَاكَ لِأَهْلٍ عِلْمٍ
أَتَى التَّارِيخُ (هَلْ كَعْدِيلٍ اخْتَرُ)
٣٤٠ هـ

(٣) وفات حجة الاسلام شيخ محمد رضا آل ياس نجفي
مَا لِلْحَدَثَانِ الْيَوْمَ رَصَتْ
سَهْمًا تَتَّخِذُ الْعُلْيَا غَرَضًا
إِلَى أَنْ قَالَ

قَرَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الرِّضْوَانِ
فَارَّخَ (حَلَّ الرَّمْسِ رِضًا)
٣٤٠ هـ

(٥) وفات العلامة الجاهل الشيخ محمد جواد البلاغي
أَتَانِي بِرَيْدِ الْأَسْمَى مُرْسَلًا
وَلَيْسَ عَلَى الرُّسُلِ غَيْرُ الْبَلَاغِ
يَبْغِي لَهُ هَاجٍ بَيْنَ الصُّلُوعِ
عَ بَحْرٍ مِنَ الْهَمِّ وَالْبَحْرِ طَاغٍ
إِلَى أَنْ قَالَ

أَتِلْكَ الْقِيَامَةَ؟ قُلْتُ مُؤَرَّخًا
(بَلْ مُصَابِ الْإِمَامِ الْبَلَاغِي)
٣٥٢ هـ

(٦) وفات آية الله شيرازي حسين نائيني:
حَاوَلْتُ أَنْدَبُهُ فَازَتْجَتِ الصُّحُفُ وَعَادَ شَجْوًا يَرَاغِي
وَهُوَ مُنْقَصِفٌ
إِلَى أَنْ قَالَ

أَرْضُ الْعَرَبَيْنِ حَيَّ اللَّهُ قُرْبَتَهَا
وَجَادَهَا مِنْ مَرَاضِي لُطْفِهِ وَطَفٍ
كَمْ قَدْ زَهَتْ فِي إِمَامٍ كَانَ عَزَّتُهَا
وَبَدَزَتْ بِهِنَّ الْبُهْمَاءُ تَنْكَشِفُ
وَكَعْبَةُ لِبَغَاةِ الْعِلْمِ قَائِمَةٌ
فِيهَا لِرَوَاذِ نَهْجِ الشَّرْعِ مُخْتَلِفُ
وَقَبْلَةُ لِنَبِيِّ الْإِسْلَامِ فَاطِمَةُ
لِلْعِلْمِ مُنْعَرَجٌ فِيهَا وَمُنْعَطِفُ
دُرُوسُهُ مُحْكَمَاتُ الْأَعْيُنِ عِنْدَهُمْ
وَقَوْلُهُ الْفَضْلُ فُرْقَانٌ إِذَا اخْتَلَفُوا
كَانَ الْغَرَى غَرَى الْعِلْمِ عَامِرَةٌ
بِشَخْصِهِ الْمُنْظَرِي فِي طَيْبِ السَّلَفِ
وَالْيَوْمِ جِئِنَ دَهَاها خَطْبُ رَحْلَتِهِ
أَضْحَتْ بَارِجًا بِهَا الْأَحْزَانُ تَغْيِيكُفُ
وَحَيْثُ زَادَ الْأَسَى نَادَى مُؤَرَّخُهُ
(مَضَى حُسَيْنٌ فَحَاكِي طَفَقَهُ النَّجْفُ)
٣٥٥ هـ

(٤) وفات مولانا سيد محمد سجاد صاحب مناظر:

أَتَانِي نَعْيُ سَجَادٍ فَأَجْرِي
شُؤْنُ صَدَّامِعِي وَيَلًا وَطَلًا

إلى أن قال

وَجَادَ التَّارِيخُ بِالتَّارِيخِ
(فِي مَسْجِدِ بِالْخُلْدِ سَجَادَ تَجَلَّى)
٣٨٥هـ

(٨) تاريخ زلزله عظيمه:

رَأَيْتُ بِعَيْنِي الْجَدَّ رَانَ تَهْفُرُ
كَأَغْصَانٍ يَمُزُّ بِهَا التَّسِيمُ
وَأَنَّ الْأَرْضَ تَرْجُفُ اضْطِرَابًا
فَقُلْتُ (أَجَائَهَا شَيْءٌ عَظِيمُ)
٣٨٥هـ

(٩) وفات حجة الاسلام شيخ عبدالله مامقاني رحمه الله
زِدْتُ كِرْلَى وَلَوْعَةَ الْأَشْجَانِ
أَيُّهَا النَّاعِي فَرَدَّ هَذَا الزَّمَانِ

إلى أن قال

وَالْهَدَى إِذْ وَجَدْتُ يَبْكِي لَهُ
أَرْنَحْتُ (يَبْكِي عَلَامَةُ الْمَأْمُقَانِ)
٣٨٥هـ

(١٠) وفاة الوليد العلامة مولانا السيد ابوالحسن
طاب ثراه

مَا أَنَسَ لَا أَنَسَى الَّذِي رَبَّنِي
فِي ظِلِّ لُطْفٍ مِنْهُ كَالزُّوْضِ الْأَعْيِ
شَيْخِي وَاسْتَاذِي وَقَبْلَةَ مَقْصِدِي
أَبَى الزُّوْفِ الْبَرْدُ ذُو الْخُلُقِ الْحَسَنِ

إلى أن قال

وَمَضَى فَقُلْتُ مُؤَرِّخًا
(فَجَعْتُ شَرِيعَةً أَحْمَدَ بِأَبِي الْحَسَنِ)
٣٨٥هـ

وَلَكِنْ تَرُدُّ أُخْرَى فَقُلْ تَارِيخَهُ
(فَجِأَ الْهَدَى خَطْبُ بِمَوْتِ أَبِي الْحَسَنِ)
٣٨٥هـ

(١١) وفات استاذنا حجة الاسلام ميرزا ابوالحسن مشكليني:

مَوْتُ الْهَمَامِ الْقَدْ اسْتَاذَ الَّذِي
قَدْ جَلَّ فَضْلُ هَدَاهُ عَنْ لَمْ أَوْلَانِ
وَسَمَى وَالْيَدَى الرَّؤْفُ وَكَانَ لِي
مِثْلَ الْأَبِ الْخَنَانِ إِذْ قَدْ عَلَّمَنِي

إلى أن قال

وَأَتَانِي النَّاعِي فَقُلْتُ مُؤَرِّخًا
(كَمْ مَغْضَلٍ فَاجِيٍّ وَلَيْسَ أَبُو الْحَسَنِ)
٣٨٨هـ

(١٢) قطعة تاريخ وفات سلطان المجتهدين مولانا السيد
سبط حسين:

هَذَا لَقَدْ قُرْتُ غَيُونُ الشَّامِتِينَ
حَيْثُ أَبْكِي الْمُنُونُ مَنَّا الْغُيُونَا
هَدَمْنَا الْحَمَامُ رُكْنًا رَكِينًا
لِنَبِيِّ الدِّينِ كَانَ حِصْنًا حَصِينًا
مَاتَ رَبُّ الْفَخَارِ مَنْ كَانَ فِي الْقُو
مِ لِحَيْرِ الْأَبَائِ حَيْرِ الْبَيْنِينَ

وَرِثَ الْمَجْدُ عَنْ جَدُّدِ كِرَامٍ
سَبَقُوا السَّابِقِينَ عِلْمًا وَدِينًا
إِلَى أَنْ قَالَ

وَاتَى بَعْدَ ذَاكَ سِبْطُ حُسَيْنٍ
شَارِحًا فِي الصِّفَاتِ تِلْكَ الْمُثُونَا
جَامِعًا لِلْعُلُومِ قَدْ أَجِيدًا
مُسْتَكِنًا أَسْرَارَهَا وَالْبُطُونَا
فَإِذَا مَا تَرَاهُ ثُمَّ تَرَاهُ
يَجْمَعُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
بِسَجَايَا تَشَابَهَ السَّابِقِينَ
وَعُلُومِ تَفْنِيضِ اللَّاحِقِينَ
وَلَقَدْ مَاتَ فَابْتَدَرَأَتْ إِلَى
تَارِيخِهِ (مَاتَ آخِرُ الْأَوَّلِينَ)
۱۳۷۱ھ

(۱۳) اپنے چھوٹے بھائی سید ابراہیم عرف بچن کے انتقال کی تاریخ:

لے گئی سوزش دل جب کہ مجھے سوئے مزار
کھینچی اک آہ تو درد جگری اور بڑھا
پھر کہا دل نے یہ میرے پی تاریخ وفات
یہ گہرہائے نہاں خاک کے پردے میں ہوا
۱۳۷۱ھ

ایضاً

گفت عالم بر سال وفاتش چنین
(سید ابراہیم سوں ام رفتہ آہ)

(۱۴) اپنی ایک لڑکی کے لوح مزار کے لئے جو آگرہ میں دفن ہے:

قلم نے لکھ دی یہ لوح مزار پر تاریخ
(یہ جا ہے خواگہ بنت سید العلماء)

۱۳۶۶ھ

(۱۵) تاریخ ورود نجف اشرف بسلسلہ تحصیل علم:
نظر بقبہ پاک علیٰ چو افگندم
برائے گوہر مقصود شد دلم چو صدف
نمود سجده و کلمہ نوشت تاریخش
(طلوع طالع قسمت شدہ بسوئے نجف)

۱۳۷۵ھ

(۱۶) قطعہ تاریخ ولادت فرزند عندلیب زہرا بنت مولانا
سید مجتبیٰ حسن صاحب کامون پوری در ماہ رجب ۱۳۸۷ھ
اکتوبر ۱۹۶۷ء

طَالَ عُمْرُ الْمُؤَلَّودِ فِي
شَهْرِ مِيلَادِ الْمُزْتَضَى
قُلْ بِدِينِهَا تَارِيخُهَا
(مُزْتَضَى آلِ الْمُجْتَبَى)

۱۹۶۷ء

اردو شاعری

سرکار سید العلماء کو حالانکہ اردو شعر گوئی کا ذوق
و شوق نہیں رہا۔ لیکن بسا اوقات کسی کی فرمائش پر یا اتفاقی
طور پر ذہن کی تحریک سے کبھی کبھی سلام اور نوے یا بعض
قطعات تاریخ وغیرہ نظم ہو گئے۔ گو سید العلماء خود اپنے اردو

اشعار کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ لیکن یہ ان کی عبقریت تھی
حالانکہ یہ ان کا میدان نہیں تھا لیکن اس میں بھی بعض اعلیٰ
اشعار نظم ہوئے ہیں۔ کچھ اشعار متفرق طور پر درج کئے
جاتے ہیں:

نیستی کے ساتھ ہستی یوں ہے جیسے مرقضیٰ
بن گئے بے نفس ہو کر نفس ختم المرسلین
لائے روز و شب علو مرتبت پر دو گواہ
گھر پہ تارے کا اتنا، رجعت مہر میں



جب نکالی سینہ اکبر سے سرو نے سناں
نیزے جتنے فوج میں تھے سب کے سب تھرا گئے
کہہ دیا تیروں سے رکھنا مجھ کو اپنے دوش پر
حضرت شبیر اپنی لاش یوں اٹھوا گئے



کچھ نہ آیا مال دنیا کام اشکوں کے سوا
ایک رشتے میں یہی موتی پرویا کیجئے
ہوگی عبرت دیکھ کر اصحاب رفتہ کے قبور
دو گھڑی گور غریباں کا تماشا کیجئے



قلب و جگر پہ تیر لگایا کرے کوئی
دامان زخم ڈال کے پردہ کرے کوئی
دل خاک ہو کے مل گیا ذروں میں طور کے
پہلو میں کیا ہے اب جسے ڈھونڈھا کرے کوئی



چھا گئی ہے اب تو تاریکی رخ اسلام پر
آئینہ بھی جگمگا اٹھے، وہ صورت اب کہاں



قصیدہ ”لیل و نہار“ بسلسلہ عید غدیر کے کچھ اشعار:
شب غم کیا ہے؟ مسند سے نبی کی پوچھ لو جا کر
سحر کیا ہے؟ اسے پوچھو غدیر خم کے منبر سے
ہوئی تکمیل ایماں آج کے دن ذات حیدر سے
امامت کو ملا یہ بے بہا گوہر مقدر سے
وہ زور آیہ بلغ، وہ شان حکم تاکیدی
حفاظت کا وہ وعدہ فتنہ انگیزوں کے بھی شر سے
وہ پتھریلی زمیں اور وہ عرب کی دھوپ، وہ گرمی
وہ حدت مہر کی لڑتی تھی جو گرمی محشر سے
تمازت سے یہ حالت تھی غدیر خم کے میداں کی
قدم کی ٹھیس سے چنگاریاں اڑتی تھیں پتھر سے
زمیں پر بارش رحمت نے چھڑکاؤ کیا پہلے
فرشتوں نے بچھایا فرش اس پر اپنے شہپر سے



خاک نجف سے ہوئے جوں ہی قدم متصل
پاؤں کا ہر آبلہ دُر نجف ہو گیا



دوستان بے سرو ساماں کی عشرت کیا کہیں
داغباے دل چمک اٹھے، چراغاں ہو گیا



بسلسلہ مدح امام عصر عجّل اللہ فرجہ
اس طرف تو ماہ کامل نے دکھایا آئینہ
اس طرف اک چاند سا بچہ نمایاں ہو گیا

دیکھنے والے جمال رخ سے حیراں ہی رہے
باتوں باتوں میں وہاں تو ختم قرآن ہو گیا
کب درمہدی کو چھوڑا اس نے تا محشر کبھی
آج امامت سے بخوبی عہد و پیمان ہو گیا



مرثیہ کے کچھ بند بغیر تسلسل

الغرض مل گئی اک رات کی مہلت شہ کو
شب تاریک بنی صبح شہادت شہ کو
تھی جو مرغوب بہت حق کی اطاعت شہ کو
کہکشاں بن گئی محراب عبادت شہ کو
چاندنی بن کے مصلیٰ جو زمیں پر پھیلی
ہو گئے محو عبادت میں حسین ابن علیؑ
کوئی راکع، کوئی ساجد، کوئی مشغول قیام
کوئی ماہ شب اول تو کوئی بدر تمام
رند اس مے کا کوئی جس کا جوانی بھی ہے نام
کوئی خم گشتہ کمر ہونے پہ ہم شکل حسام
دی ہے بالوں کی سپیدی نے خبر پیری کی
ہے شب غم میں نمودار سحر پیری کی

اپنے خیمہ میں ہے بیدار حُر خوش انجام
خوف محشر سے ہے لرزاں صفت بیدار اندام
دل میں کہتا ہے کہ کیوں راہ میں پکڑی تھی لجام
کیوں نہ جانے دیا جس سمت کو جاتے تھے امام

کیا خبر تھی کہ جفا سبط نبیؐ پر ہوگی
بدلے دعوت کے یہاں دعوت خنجر ہوگی

دم بدم کرتا ہے افلاک کی جانب وہ نظر
دل میں کہتا ہے کہ تا حشر نہ اب ہوگی سحر
بیڑیاں تاروں کو پہنائے ہے ظلمت کا بھنور
کیا اسی رات سے وابستہ ہے صبح محشر

کس کو دردِ دل مضطر کی خبر ہوتی ہے

رنگ رخ اڑ کے یہ کہتا ہے سحر ہوتی ہے

انہی کاموں میں ہوئی شاہ کو یہ رات بسر
آشکارا سوئے مشرق ہوئے آثار سحر
چاند نے اپنے مصلے کو لپیٹا یک سر
شمعیں خاموش ہوئیں یا ہوئے پنہاں اختر

بزم ہے شب کی، نہ ساغر ہے، نہ اب ساقی ہے

فرش گردوں پہ شعا عوں سے شکن باقی ہے



دینی کتابوں کا اہم مرکز

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ذاکری کے لئے ضروری کتابیں،
بہترین مجلسوں کے مجموعے خصوصاً سید العلماء مولانا علی نقی، مولانا
کلب عابد، ڈاکٹر مولانا کلب صادق اور قائد ملت مولانا کلب جواد
صاحبان کے مجموعہ تقاریر مناسب قیمت پر حاصل فرمائیں اور
ہندی، اردو میں چار سال سے شائع ہونے والے، ماہنامہ ”شعاع
عمل“ کا دوسروں پر سالانہ فیس دے کر جلد سے جلد ممبر بنیں۔

نور ہدایت فاؤنڈیشن

امام باڑہ غفرانمآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک، بکھنؤ۔ ۳

فون: 09335276180/0522-2252230